نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام کا مسئلہ

درود وسلام پڑھنا ایک عبادت ہے اور بہت عمدہ عمل ہے۔
شریعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام پڑھنے کی ترغیب
دی ہے۔ قرآن مقدس میں اس نیک کام کا بڑے اہتمام کے ساتھ حکم
فرمایا گیا ہے اس کام کے عمدہ اور مفید ہونے میں ادنیٰ شبہ کی گنجائش
نہیں ہے لیکن جس طرح شریعت کا حکم ہے اور جس جس موقع پر پڑھنے کی اجازت
ہے صرف وہاں پڑھنا عبادت ہے اور جہاں جہاں پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے
وہاں دین سمجھ کر پڑھنا نہ صرف یہ کہ عبادت نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا اندیشہ ہے دین میں کسی چیز کے عبادت اور
نیکی بننے کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل
اور شریعت سے ثابت ہے یا نہیں اگر اس کا ثبوت نہیں ہے تو وہ چیز دیکھنے
میں کتنا ہی عمدہ نفع بخش اور ثواب کی چیز کیوں نہ نظر آتی ہو قطعاً وہ دین
اور عبادت نہیں بن سکتی درود وسلام پڑھنا بہت اچھی عبادت ہے لیکن
کسی بھی خاص نماز مثلاً نماز جمعہ یا نماز فجر یا مغرب یا عصر کے بعد تمام لوگ
اکٹھے ہو کر اجتماعی طور پر بلند آواز سے پڑھیں یہ طریقہ نہ صرف ناجائز ہے
بلکہ دین میں خطرناک قسم کی تحریف اور خدا و رسول کی سخت ناراضگی کا سبب
ہے اسلئے کہ یہ نمازیں جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفائے راشدین

دیگر صحابۂ کرام تابعین عظام اور ائمۂ دین امام مالک امام ابوحنیفہ، امام شافعی امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ والرضوان پھر اکابر اولیاء اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی خواجہ اجمیری شیخ بہاء الدین نقشبندی شیخ شہاب الدین سہروردی وغیرہم کے زمانے سے ہیں اور ہزاروں سیکڑوں عاشقان رسول علماء امت سب کے سب اونچے درجہ کے صاحب تقویٰ اور عبادت کے شوقین تھے اور سبھی ان نمازوں کو اہتمام اور جماعت سے پڑھتے تھے لیکن اسلام کی تاریخ میں کبھی کسی نے بھول کر بھی ایک مرتبہ کسی نماز کے بعد اس طرح جمع ہوکر اپنی عشق و محبت کا مظاہرہ کرنے کے لئے سلام و درود نہیں پڑھا اگر یہ بھی کوئی کرنے کا کام ہوتا تو سب کے سب نہ اتنے بدذوق تھے اور نہ بے علم کسی کو اتنی بڑی ثواب کی چیز معلوم ہی نہ ہوتی ضرور کوئی نہ کوئی یہ کام کرتا اور غور کرنے کی بات ہے کہ ہر نماز کے اندر تحیات میں سلام اس کے بعد درود پڑھا ہی جاتا ہے جماعت کے ساتھ نماز کے اندر ابھی ابھی سلام و درود پڑھا گیا ہے پھر باہر سے پیوند لگانے کی کیا ضرورت ہے یہ وہ عمل ہے کہ جس کے بدعت ہونے اور انتہا درجہ قابل نفرت ہونے کی تصریح خود صحابۂ کرام سے ثابت ہے اور فقہائے احناف نے پوری قوت و صراحت کے ساتھ اس کا غلط ہونا بیان فرمایا ہے فتاویٰ قاضی خاں حموی شرح الاشباہ والنظائر فتاویٰ شامی وغیرہ حنفی فقہ کی معتبر اور نہایت مستند کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ عمل بدعت ہے اور اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں کے حوالہ سے مذکورہ بالا تمام کتابوں میں یہ روایت

اس بدعت کے غلط ہونے کی دلیل کے طور پر لکھی ہے۔

وقد صح عن ابن مسعود انہ سمع قوما اجتمعوا فی مسجد یہللون و یصلون علیہ الصلوٰۃ والسلام جہرا فراح الیہم وقال ما عہدنا ذلک علی عہدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد۔	بروایت صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود کے متعلق ثابت ہے کہ انھوں نے ایک جماعت کے متعلق سنا کہ وہ لوگ مسجد میں اجتماعی طور پر لا الٰہ الا اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک زور زور سے پڑھتے ہیں اسلئے ابن مسعود ان کے پاس گئے اور فرمایا صحابہ نے یہ عمل رسول اللہ کے زمانہ میں نہیں پایا ہے لہذا میں تمہیں بدعتی سمجھتا ہوں یہی کہتے رہے حتیٰ کہ ان کو مسجد سے نکال کر دم لیا۔
(شامی ج ۵ ص ۲۵۳ فتاوی بزازیہ برحاشیہ عالمگیری ج ۶ ص ۳۷۸ مسند دارمی ص ۳۸ مجالس الابرار ص ۱۲۳ حموی وغیرہ وغیرہ)	

دیکھیے سنت کی بہار اور شریعت کی پابندی کا ایک وہ زمانہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے سچے پکے عاشقان رسول اور ان کی جماعت کے ممتاز اور مایہ ناز صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز کے بعد بلند آواز سے مسجد میں اجتماعی درود وسلام پڑھنے والوں کو مسجد سے نکالدیا اور بار بار انھیں بدعتی کہہ کر اپنی بیزاری اور نفرت کا اظہار و اعلان فرمایا اور انقلاب زمانہ اور جہالت و بے علمی کی کرشمہ سازی

دیکھئے کہ آج اس عمل کو بدعت اور غلط بتانے والوں کو مسجد سے نکال دیا جاتا ہے اور ان کو بدعقیدہ وہابی وغیرہ وغیرہ کہہ کر ان کے خلاف نفرت کا ماحول بنایا جاتا ہے معلوم نہیں کہ یہ بے علم شریعت وسنت سے ناواقف مکّار عاشقانِ رسول حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو وہابی بدعقیدہ سمجھتے ہیں یا سنی یا ان حضرات کو بدعت کی محبت نے اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ ایسی کھلی اور صاف باتیں بھی کتابوں میں نظر نہیں آتی ہیں۔

اس روایت پر غور فرمائیے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے درود سلام کو غلط یا قابل ترک عمل بتایا یا درود وسلام کو اچھی چیز سمجھنے کے باوجود اس خاص موقع پر اور خاص طریقہ پر پڑھنے کو بدعت قرار دیا اور بدعت قرار دینے کی وجہ کیا بتائی کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نہیں پائی ہے لہٰذا یہ دین نہیں بن سکتی ہے اور نہ اس میں ثواب مل سکتا ہے اس لئے کہ کسی عمل کے لائق ثواب اور دین ہونے کی پہلی شرط ہی اس میں موجود نہیں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت نہیں ہے اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی عمل کتنا ہی اچھا اور بذاتِ خود شریعت سے مطلوب ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کو کسی خاص طور پر کرنا یا کسی خاص موقع پر کرنا بے محل اور بے موقع ہونے کی وجہ سے غلط اور بدعت بنا دیتا ہے۔

چنانچہ روایت ہے۔

عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر رض فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ قال ابن عمر رض وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال۔ (ترمذی ج ۲ ص ۹۸ (مشکوٰۃ ص ۴۰۶)

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی اس نے پڑھا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ اس پر ابن عمر نے فرمایا الحمد للہ (اور) والسلام علی رسول اللہ (اپنی اپنی جگہ پر) میں بھی پڑھتا ہوں لیکن اس موقع پر اس طرح پڑھنے کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی اس موقع پر پڑھنے کیلئے حضورؐ نے بتایا ہے الحمد للہ علی کل حال۔

والسلام علی رسول اللہ کتنا خوبصورت اور شریعت کی نگاہ میں کس قدر پسندیدہ جملہ ہے لیکن خاص اس موقع پر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کی تعلیم نہیں دی اس لئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس موقع پر پڑھنے والے کو منع فرمایا اور بتایا کہ یہ جملہ اگرچہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے بالکل درست ہے آنحضرت پر سلام بھیجنے کا یہ عمل مجھے بھی پسند ہے اور اپنے موقع پر میں بھی پڑھتا ہوں لیکن یہ اس موقع کی چیز نہیں ہے بے موقع اور بے محل اس کا اضافہ دین میں تحریف اور اضافہ کا سبب ہے اس طرح شریعت کا روشن چہرہ

رفتہ رفتہ بگڑ جائے گا اس لیئے اس خاص موقع پر مت پڑھا کرو۔

غور کرنے کی بات ہے اگر ہر بزرگ یا عالم یا مسلمان کو درود وسلام پڑھنے کی ایک جماعت لیکر اس طرح چھوٹ دیدی جائے تو کوئی صاحب اذان کے بعد پسند فرماکر دس آدمی کے ساتھ درود وسلام پڑھنا شروع فرمادیں گے جس کو یہ موقع پسند نہ ہوگا یا اس وقت فرصت نہ ہوگی وہ سنت اور فرض کے درمیان جماعت سے پہلے چار آدمی کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا اور اپنے عشق و محبت کا مظاہرہ درود وسلام کے نعروں کے ذریعہ شروع کر دے گا کسی کو سمجھ میں آئے گا مسجد میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے عشق و عقیدت کا نذرانہ پیش کرلو اس کے بعد ہی کوئی نماز پڑھی جائے گی وہ دس آدمی کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے درود وسلام کی آواز بلند کر دے گا۔ کیا ہر ایک کو اس طرح پڑھنے کی اجازت دی جاسکتی ہے اگر نہیں تو کیوں جس وجہ سے ہر ایک کو اس کی پسند کے مطابق کرنے کی اجازت نہیں ہے اس طرح آپ کو بھی اس بات کی چھوٹ نہیں ہے پہلی امت کے افراد نے اسی طرح آہستہ آہستہ اپنے دین کا حلیہ بگاڑا تھا اور قسم قسم کے من پسند اضافے کر لئے گئے تھے۔

بعض لوگ جنھیں دین کا گہرا علم نہیں ہوتا اپنی سادگی کی وجہ سے کہدیتے ہیں آخر اس میں کیا حرج ہے اچھا ہی کام تو ہے کوئی گناہ کی بات تو نہیں ہے ــــ ان سے دریافت کیجئے عید اور بقر عید کی نماز کے لئے دور دور سے مسلمان جمع ہوتے ہیں بڑے اہتمام سے شریک ہوکر

جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں اگر اس موقع پر اذان کے ذریعہ عید اور بقرعید کی نماز کا اعلان کر دیا جائے تو اذان کوئی بری چیز تو نہیں ہے اچھی ہی چیز ہے اور خود شریعت نے اس کو پسند بھی فرمایا ہے لہذا عید اور بقرعید کی نماز کے لئے بھی اس کا اضافہ کر دینے میں کیا حرج ہے اسی طرح عید و بقرعید کے خطبہ بھی جمعہ کے ہی خطبہ کے مانند ہیں لہذا جمعہ کے خطبہ کے وقت اذان دیدی جاتی ہے تاکہ لوگ متوجہ ہو کر خطبہ سننے میں مصروف ہو جائیں اگر اسی طرح عید و بقرعید کے خطبہ سے پہلے اذان دیدی جائے تو کیا حرج ہے پانچ وقت نماز با جماعت کے لئے اقامت پڑھی جاتی ہے اگر عید اور بقرعید کی نماز جماعت کے لئے اقامت پڑھی جائے تو کیا حرج ہے محمد رسول اللہ کا جملہ اپنے معنی کے لحاظ سے نہ صرف عمدہ اور پسندیدہ ہے بلکہ ہر مسلمان کے عقیدہ کا جزو ہے اور ایمان کی علامت ہے اگر موذن اذان کے آخر میں لا الٰہ الا اللہ جیسے آدھے کلمہ پر اذان نہ ختم کر کے آگے محمد رسول اللہ بڑھا دے تاکہ کلمہ بھی پورا ہو جائے اور عقیدہ کا بھی اعلان ہو جائے تو اس اضافہ کر دینے میں کیا حرج ہے۔

فرمائیے کیا ان اضافوں کو بدعت اور دین میں تحریف نہ کہا جائے گا اگر کہا جائے گا تو کیوں جس منطق سے ان چیزوں کے کرنے کی چھوٹ نہیں ہے اسی منطق سے درود و سلام کسی بھی جماعت کی نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر پڑھنے کی چھوٹ نہیں دی جا سکتی ہے اور بلاشبہ یہ عمل نفرت و بیزاری کے لائق ہے درود و سلام سے بھی

ضروری اور عمدہ عمل اگر بے موقع اور بے ثبوت کیا جائے گا تو اس میں بھی گناہ کا اندیشہ اور خدا اور رسول کی ناراضگی کا خطرہ ہے نماز کس قدر عمدہ اور بہترین عبادت ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص عید گاہ میں عید کے دن عید کی نماز سے پہلے پڑھ رہا ہے اسکو سختی سے منع فرمایا اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب دینگے میں جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے عذاب دینگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کسی اچھے سے اچھے کام پر ثواب نہیں دیں گے جب تک کہ اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو اگر حضورؐ سے اس عمل کا ثبوت نہ ہوگا تو وہ عبث ہوگا اور ممکن ہے فعل عبث کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ عذاب دے۔ (مجالس الابرار مجلس ۱۷ ص ۱۲۹)

ایک شخص کو عصر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے ہوئے حضرت سعید بن مسیب نے دیکھا تو سختی سے منع فرمایا اس پر وہ شخص بول اٹھا۔

یا ابا محمد ایعذبنی اللہ علی الصلوٰۃ	اے ابن مسیب کیا خدا مجھے نماز پڑھنے پر عذاب دے گا۔

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لکن یعذبك لخلاف السنۃ (مسند داری)	لیکن سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے سزا دے گا۔

غور کیجئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز کے بعد تسبیح و تہلیل اور درود و سلام اجتماعی طور پر بلند آواز سے

پڑھنے والوں کو کیوں رد کیا اور مسجد سے نکال دیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے والسلام علی رسول اللہ پڑھنے والے کو کیوں منع فرمایا حضرت علی اور حضرت سعید بن مسیب نے نماز پڑھنے سے کیوں منع فرمایا سب نے علت یہی بتائی کہ اس موقع پر اس کام کے کرنے کا ثبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے لہذا یہ عمل اپنی جگہ عبادت اور نفع بخش ہونے کے باوجود غلط اور بے ثواب ہی رہے گا بلکہ گناہ کا اندیشہ ہے اس لئے شرعی ثبوت کے بغیر کسی عمل کو دین میں داخل نہیں کیا جاسکتا ہے نماز کے بعد درود وسلام کا بلند آواز سے اجتماعی طور پر پڑھنے کا ثبوت نہ قرآن و حدیث میں ہے نہ فقہ حنفی میں نہ کسی معتبر ولی اور مستند عالم کے عمل سے پوری اسلامی تاریخ میں ہزاروں سال تک کہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے نہ معلوم کس مصلحت سے آج اس کو دین بنا کر مسجدوں میں داخل کر کے اہلسنت کی علامت قرار دیدیا گیا ہے جب کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو بدعت فرما کر مسجد سے باہر کر دیا تھا۔ افسوس کہ مسلمان دین کا علم ہی نہیں رکھتا ہے ورنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرنے کی اس زمانے میں زیادہ ضرورت تھی۔

اللهم انا نسألك من خير ما سألك منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم ونعوذبك من شر ما استعاذك منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم۔

سید طاہر حسین گیاوی